Regd L. No 2595 ✤ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd L. No 2595.

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

ایل نمبر ۲۵۹۵

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

...ے ۳

...عہ ۱۲ ۱۰

...ہ

...سے صرف

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۶

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور سکھ صاحبان

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ " سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے۔ کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں "

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی

سری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ " مکرم و معظم جناب اڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کیجائے مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کے لئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے۔ ہم آپکے ممنون ہیں۔ اور آپکے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸، کاغذ دبیز اعلیٰ، چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے۔ محصولڈاک ۱۴؍ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرا سفر پٹیالہ

ہز ہائینس شری مہاراجہ دھیراج والی پٹیالہ کی خدمت میں باریابی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات گرامی جو بہترین روادار واقع ہوئی ہے اور جن کی وسیع القلبی آج کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ جب گذشتہ اکتوبر میں میں نے آنحضور کی خدمت عالیہ میں یہ عرض کیا کہ گذشتہ سال کے بھونچال میں شری پٹنہ صاحب کا گوردوارہ جو سکھوں کا ایک امتیازی معبد ہے کی عمارت کو غیر معمولی نقصان پہنچا ہے۔ سکھ صاحبان اس کی دوبارہ تعمیر کی فکر میں ہیں۔ اور اس کے لئے باقاعدہ فنڈ کھولا گیا ہے ایک منتظم کمیٹی بھی بن چکی ہے۔ اگر ہماری جماعت اس کام میں کچھ حصہ لے سکے تو میرا خیال ہے کہ انشاء اللہ مستقبل پر اس کا بہت اچھا اثر پڑے گا۔ اور دو توحید پرست اقوام میں اتحاد کی داغ بیل پڑ سکے گی حضور نے از راہ ذرہ نوازی خاکسار کی اس عرض کو کمال مہربانی سے شرف قبولیت بخشا۔ اس کمیٹی کے سکرٹری جناب کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب بہادر سردار صاحب ڈیوڑھی معلی پٹیالہ تھے۔ اس لئے میں نے حضرت اقدس کے ارشاد پر سردار صاحب موصوف کی خدمت میں لکھا کہ براہ نوازش آپ کوئی تاریخ مقررہ فرما کر اطلاع دیجئے تاکہ ہماری طرف سے ایک یا دو آدمی پٹیالہ پہنچکر اس کار خیر میں کچھ رقم جو محبت اور اخلاص پر مبنی ہے آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ ۱۷ فروری کو جناب سردار صاحب موصوف کا گرامی نامہ پہنچا کہ آپ ۲۰ کو تشریف لے آئیں۔ مگر میں ان دنوں سفر پر تھا اسلئے یہ والا نامہ مجھے ۱۹ کی صبح کو ملا۔ میں اسی وقت حضرت کے حضور حاضر ہوا۔ اور حضور نے اس کار خیر میں اعانت کے لئے مبلغ پانصد روپیہ کی گرانقدر رقم کے دینے کی منظوری عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ خاکسار معہ مولانا جلال الدین صاحب شمس آج ہی روانہ ہو جائیں۔ مگر ایک یا دوسری وجہ سے ہم ۱۹ کو روانہ نہ ہو سکے۔ ۲۰ کی صبح کو روانہ ہوئے۔ گاڑی کے جس کمرے میں ہم بیٹھے تھے بٹالہ کے سٹیشن پر پہنچکر ایک اور مسلمان صاحب بھی تشریف لے آئے جو ریٹائرڈ وکیل اور معزز آدمی ہیں انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کیوں کرتے ہیں میں نے جواب دیا کہ بحالت ضرورت اسلام نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ کیا کسی روحانی آدمی نے بھی ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ میں نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات سے بڑھکر اور کون روحانی ہستی ہو سکتی ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس روز ۳½ بجے ہم پٹیالہ پہنچ گئے۔ یہ سفر نہایت خوشی سے گذرا کیونکہ میرے رفیق سفر محض مولوی ہی نہیں تھے بلکہ زندہ دل مولوی تھے پٹیالہ اسٹیشن پر پہنچکر میں نے سردار صاحب ڈیوڑھی معلی کو فون کیا کہ براہ کرم آپ ہمارے لئے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے کا انتظام کر دیجئے۔ ۱۰ منٹ کے اندر اور ایک آدمی سٹیشن پر پہنچ گیا کہ آپ گیسٹ ہاؤس میں تشریف لائیے اور ساتھ ہی اس آدمی نے یہ کہا کہ اگر آپ تار دیدیتے تو آپ کو یہ ۱۰ منٹ کی انتظار بھی نہ کرنی پڑتی اور میں گاڑی آنے سے پہلے ہی آپ کی پیشوائی کیلئے موجود ہوتا۔ ہمیں ایک ستھرا کمرہ دیا گیا۔ جو ہر طرح کے فرنیچر وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ ابھی کمرہ میں داخل ہوئے ۱۵ منٹ بھی نہ گذرے ہونگے کہ پُر تکلف چائے آگئی۔ بوجہ ذیابطیس مجھے تو میٹھے سے سخت پرہیز ہے اسلئے میں اس مزیدار چائے اور اس کے لطف دہ لوازمات سے بہت ہی کم مستفیض ہو سکا۔ اور میں نے مہمان نوازوں سے کہدیا کہ آئندہ کیلئے میری چائے کے ساتھ انڈوں وغیرہ کا انتظام رکھیئے۔ مہمان خانہ کے منتظمین سوڈھی صاحب اور منشی عبد المجید خاں صاحب بہت ہی خوش خلق واقع ہوئے ہیں۔ ہر دو صاحبان نے مجھ سے کئی دفعہ پوچھا کہ اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو یا کھانے وغیرہ میں تغیر و تبدل کی ضرورت ہو تو آپ بے تکلف ارشاد فرمائیے۔ اس رات نیند خوب آئی۔ صبح میں ۵½ بجے اٹھ بیٹھا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر غسل کیا۔ اس کے بعد چائے آگئی جو میری مرضی کے مطابق تھی۔ اس کے بعد مولوی عبد العزیز صاحب تشریف لائے۔ مولوی صاحب موصوف پُرانے اور مخلص احمدی ہیں۔ ان کی ملاقات سے غیر معمولی خوشی ہوئی۔ ۱۲ بجے کا کھانا کھانے کے بعد میں اور مولوی جلال الدین صاحب موتی باغ میں یہ رقم جمع کرانے کے لئے پہنچ گئے۔ اور ایک چوبدار کے ہاتھ میں نے سردار صاحب ڈیوڑھی معلی کو اپنا کارڈ بھیجا۔ ابھی کارڈ بھیجے ۱۰ منٹ بھی نہ گذرے ہوں گے کہ سردار صاحب موصوف بنفس نفیس ویٹنگ روم میں تشریف لے آئے اور ہم دونوں کو اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئے۔ وہاں پہنچکر ہم نے پانچسو روپیہ گوردوارہ صاحب کے تعمیری فنڈ میں جمع کرایا اور ساتھ ہی میں نے یہ عرض کیا کہ یہ پانسو روپیہ کی رقم اگرچہ اپنی مقدار کے لحاظ سے کوئی زیادہ اہمیت نہ رکھتی ہو۔ مگر جس محبت اور اخلاص کے ساتھ یہ پیش کی جا رہی ہے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ سردار صاحب موصوف نے فرمایا کہ یہ رقم بہت زیادہ ہے اور جن مبارک احساسات کے ساتھ یہ پیش کی جا رہی ہے اس کیلئے میرے دل میں بہت احترام ہے اور یہ ایک رواداری کی ایسی بہترین مثال ہے کہ جس کی جسقدر بھی تعریف کی جائے کم ہے اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ جماعت کی اس رواداری کا شکریہ ادا کر سکوں۔ میں نے سردار صاحب موصوف کے اخلاق حسنہ کی پہلے بھی تعریف سنی تھی مگر جب ملاقات کا موقعہ ملا تو میں نے سردار صاحب موصوف کو اس سے بہت زیادہ اخلاق کریمانہ کا وارث پایا جتنی کہ میں نے تعریف سنی تھی۔ چہرہ ہر وقت شگفتہ، زبان میں حلاوت، گفتگو سلجھی ہوئی اگر ان کے ان بہترین اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں دیوتا کہا جائے تو بلاشبہ وہ اس کے ہر طرح مستحق ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ہز ہائینس شری مہاراجہ بہادر کے درشن بھی ہو سکیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ شری مہاراجہ بہادر کل بمبئی تشریف لے جا رہے ہیں۔ تیاری میں مصروف ہیں تاہم میں کوشش کروں گا کہ آپ کی ملاقات آج یا کل ہو جائے اس روز یعنی ۲۱ کو تو شری مہاراجہ بہادر سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جب ہم واپس گیسٹ ہاؤس میں پہنچے تو گو اس وقت کافی رات ہو چکی تھی مگر پھر بھی مولوی عبدالعزیز صاحب جناب شیخ کرم الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ پٹیالہ اور مولوی سراج الحق صاحب ہمارے انتظار میں موجود تھے ان دوستوں سے ملاقات کر کے غیر معمولی خوشی ہوئی۔ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب کے صاحبزادہ شیخ بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مخلص احمدی اور صاحب اخلاق نوجوان جنٹلمین ہیں۔ میرا ان سے ملنے کو بہت دل چاہتا تھا۔ میں نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ انہیں کل ضرور بھیجئے۔ اس کے بعد کھانا کھایا نماز پڑھی اور سو گئے۔ مگر آج مجھے نیند بہت ہی کم آئی صبح اُٹھے، نماز پڑھی، غسل کیا، چائے پی اس کے بعد اخبارات کا مطالعہ کیا، شیخ بشیر احمد صاحب ایم اے ملنے کیلئے تشریف لے آئے۔ ان سے ملاقات کر کے بہت خوشی ہوئی۔ اس کے بعد شری مہاراجہ بہادر کی ملاقات کے لئے موتی باغ پہنچ گئے تقریباً ۸ بجے ہز ہائینس شری مہاراجہ ادھیراج سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شری مہاراجہ بہادر کمال لطف و کرم سے پیش آئے اور جن شاہانہ اور کریمانہ اخلاق اور صفات کا مالک میں نے مہاراجہ بہادر کو پایا زبان اس کے اظہار سے قاصر ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

میری آنکھوں نے شاہی دربار اور حضور کے اخلاق علوی کا وہ نظارہ دیکھا مگر ان میں قوت گویائی نہیں۔ میری زبان میں قوت گویائی تو ہے مگر قوت دید نہیں اسلئے بیان ہو تو کیسے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سکھ قوم کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس قوم سے ایسا بے تعصب اور مخیر بادشاہ تعلق رکھتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر رعایا پٹیالہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسا بے تعصب مہاراجہ میسر آیا ہے کہ جس کی ذات گرامی ہندو مسلم امتیاز سے بالاتر ہے اور حقیقی معنوں میں سب کے سانجھے ہیں۔ یہ پچھلے ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک محکمہ سے تین مسلمانوں کو علیحدہ کیا گیا۔ مگر جب یہ معاملہ شری مہاراجہ بہادر کی توجہ گرامی میں آیا۔ تو حضور نے فی الفور انہیں بحال کر دیا بلاشبہ شری مہاراجہ بہادر کا وجود ذیجود ہندو اور مسلمان ہر دو کیلئے یکساں ابر رحمت ہے۔ جب میں نے حضور کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ خاکسار احمدی جماعت کی طرف سے آنمکرم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ آنحضور نے از راہ نوازش ہماری اس ناچیز رقم کو شرف قبولیت بخشا، جو اگرچہ بادی النظر میں اتنی وقعت نہ رکھتی ہو مگر جس اخلاص اور محبت اور پریم کے ساتھ یہ رقم پیش کی گئی ہے اسکی کوئی قیمت نہیں۔ شری مہاراجہ بہادر نے امام جماعت احمدیہ اور احمدیہ جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اس رواداری کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ آجکل کے فرقہ وارانہ کشیدگی کے دنوں میں اس قسم کی بہترین رواداری کا قدم اور ہمدردانہ امداد باہمی بد اعتمادی اور شکوک کو جو مختلف جماعتوں میں پائے جاتے ہیں کے دور کرنے کا موجب ہوگی۔ قریباً ۱۵ منٹ تک شری مہاراجہ بہادر سے ملاقات رہی اور جن شاہانہ اخلاق اور صفات کا اثر ہم لیکر آئے اس کی نیک یاد ہمیشہ ہی میرے دل میں تازہ رہیگی۔ شری مہاراجہ بہادر اس قدر اخلاق کریمانہ کے مالک ہیں کہ اگر میں ایک گھنٹہ بھی ان سے گفتگو کرتا رہتا۔ تو حضور ماتھے پر بل تک بھی نہ آنے دیتے۔ مگر میں نے خود ہی اجازت طلب کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ ہز ہائینس مہاراجہ بہادر آج ہی رات کے ۱۲ بجے بمبئی تشریف لے جا رہے ہیں اور ابھی حضور نے اور بہت سے ضروری کام سر انجام دینے ہیں، اور حضور کا وقت بہت قیمتی ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر ہم گیسٹ ہاؤس میں آئے اور راستہ میں شیخ بشیر احمد صاحب کو بھی لے لیا۔ کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد سو گئے مگر آج بھی مجھے نیند اچھی طرح نہیں آئی۔ صبح اُٹھے نماز پڑھی غسل کیا کوئی ۳ بجے کے قریب جناب فضل کریم خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سے ملاقات ہوئی۔ صاحب موصوف کو بہترین اخلاق کا مالک پایا۔ خاں صاحب بہت محنتی اور اپنے فرائض منصبی کو جس تندہی اور جانفشانی سے بجا لا رہے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آپ معمولی کنسٹبل بھرتی ہوئے تھے۔ مگر فرض کی ادائگی، محنت، اور خدا کے کرم سے اب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ہیں۔ ان سے ملاقات کے بعد جناب کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب ممبر دار صاحب ڈیوڑھی معلیٰ کی ملاقات کیلئے گئے۔ کافی دیر تک سردار صاحب موصوف سے گفتگو ہوتی رہی اور سچ تو یہ ہے کہ اس دوسری ملاقات نے مجھے سردار صاحب موصوف کا ہمیشہ کیلئے گرویدہ بنا دیا۔ آپ کی ذات ہندو مسلم امتیاز سے بالاتر ہے۔ اور آپ کئی ایک روحانی صفات کے مالک ہیں۔ قریباً آدھ گھنٹہ سے زیادہ آپ سے ملاقات رہی مگر سردار صاحب موصوف کی گفتگو میں ایسی قوت جاذبہ تھی۔ کہ یہ آدھ یا پون گھنٹہ ایسا گذر گیا۔ جیسے کہ دو چار منٹ ہوتے ہیں۔ ان سے رخصت لے کر ہم گیسٹ ہاؤس میں پہنچے کوئی ۷ بجے کے قریب جناب فضل کریم خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور شیخ بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سپرنٹنڈنٹ دفتر ریونیو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ مختلف موضوع پر ان سے دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ اسی اثنار میں موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جو اپنے ساتھ آندھی اور ژالہ باری بھی لائی۔ آج رات کے بارہ بجے روانگی ہے بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ کوئی ۹ بجے کے قریب جناب فضل کریم خاں صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب تشریف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے گئے۔ اور ہم کھانا کھانے کے بعد نماز سے فارغ ہو واپسی کی فکر میں ہیں۔ ۱۱½ بجے کے بعد بارش تھم گئی حتی کہ ۱۲ بجے کے قریب قریباً بند ہو گئی۔ اسٹیشن پر پہنچے۔ راجپورہ کے اسٹیشن پر جو گاڑی کا کمرہ ہمیں ملا۔ اس میں سونے کیلئے کوئی جگہ نہ تھا۔ تمام رات آنکھوں میں کاٹی۔ دن کے ۱۲ بجے قادیان پہنچ گئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں رپورٹ عرض کرنے کیلئے میں جارہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ آج حضور یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ دوسرے روز صبح ۹ بجے مع مولانا شمس حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور رپورٹ عرض کی حضور رپورٹ سنکر بہت خوش ہوئے۔

شذرات

آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا

۳ مارچ کا پرکاش لیکھرام کے متعلق لکھتا ہے کہ "ساری عمر اسلام کا مطالعہ کرتے رہے اسلام کی جہاں بہت سی باتوں کا کھنڈن (رد) کرتے تھے وہاں انہوں نے اس کی ایک بات گرہن (اختیار) بھی کی۔ اور وہ ہے بیعت۔ انہوں نے اپنے گورو کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد اس کے ہو گئے۔"

یہ امر واقعہ ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ توحید کا عقیدہ اسلام سے آریہ سماج نے لیا۔ شدھی کا عقیدہ اسلام سے لیا۔ تبلیغ (پرچار) کا طریق بھی اسلام سے حاصل کیا۔ غرضیکہ کہاں تک گنتے چلے جائیں۔ نکاح بیوگان کا عقیدہ بھی آریہ سماج نے اسلام سے ہی لیا۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آریہ سماج کو زبان سے اس کا اعتراف ہو یا نہ ہو۔ مگر آریہ سماج کی زبان حال تو اس کا اعتراف کر رہی ہے خدا وہ وقت جلد لائے جب قال سے بھی اس کا اعتراف ہو سکے۔

آریہ سماج کا عملی پہلو

پرکاش کے ۳ مارچ کے پرچہ میں پروفیسر رام دیو صاحب ایک مضمون میں یہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے اندر ایسے بھدر پرش (بڑے آدمی بھی ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر مامور ہیں۔ جو خود تو مانس (گوشت) نہیں کھاتے لیکن مانس بیچکر دولت کماتے ہیں۔"

اسلام میں شراب ممنوع ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی بدکردار مسلمان لگ چھپ کر شراب پی لے مگر اس گئے گزرے زمانہ میں بھی ایسا کوئی بے غیرت مسلمان نظر نہیں آئے گا۔ جو شراب کا بیوپار کرتا ہو۔ خواہ یہ بیوپار کتنا ہی نفع بخش کیوں نہ ہو۔ اس کا نام ہے کیرکٹر اور تمدن۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو ممنوع قرار دیا تو مسلمانوں نے شراب کے مٹکوں کو یکدم ایسی کثرت کے ساتھ توڑا کہ گلیوں میں شراب ایسے بہہ رہی تھی جیسے بارش میں پرنالے۔ یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا اثر۔

کلچر کی ترقی کا خیال اسلام سے ہی سیکھا ہے

شاعر رابندر ناتھ صاحب ٹیگور پچھلے دنوں لاہور آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے سامنے ۲۲ فروری کو ایک تقریر کی جس میں انہوں نے یہ بیان کیا۔ "یہ کلچر کی ترقی وغیرہ کا خیال آپ نے ان سے (مسلمانوں سے) ہی سیکھا ہے۔"

یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمان بہت سی نعمتیں اپنے ساتھ لائے۔ لباس کھانے پینے اور پہننے کے موجودہ طریق میں اسلامی تمدن کا بہت کچھ ہاتھ ہے اگر کسی صاحب کو انکار ہو۔ تو وہ ہندوستان کے کسی ایسے خطہ پر نظر ڈال کر دیکھ لے۔ جہاں مسلمانوں کا اثر نہیں پہنچا۔ اس کے بعد خود ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ اسلام نے اپنے بہترین تمدنی اثر سے اہل ہند کی کس طرح کایا پلٹ دی۔

آپ اپنی خیر منائیے

۲۴ فروری کا پرکاش لکھتا ہے کہ "اگر کوئی مسلم واعظ جاپان میں جائے اور عورتوں کیلئے پردہ کا پرچار کرے۔ تو جاپان اسلام کو کیا قبول کرے گا۔"

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان اسلامی دشمنی میں اس قدر وارفتہ ہو جاتے ہیں کہ خود اسی ٹہنی کو کاٹنا شروع کر دیتے ہیں جس پر وہ خود کھڑے ہوتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ دفعہ ۴۸ میں سوامی دیانند لکھتے ہیں کہ "لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلے پر ہونے چاہئیں۔ معلمہ نوکر چاکر لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ہی ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں ۵ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں ۵ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔"

بتلائیے پردہ کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ اسی کو تو پردہ کہتے ہیں۔

پردہ اور سمجھدار ہندو عورتیں

آل انڈیا آریہ مہیلا کانفرنس ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو جو گورودت بھون لاہور میں منعقد ہوئی تھی اس کی استقبالیہ کمیٹی کی صدر شریمتی پورن دیوی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "ہندوؤں میں یہ بہت بُرا ہو رہا ہے کہ پردہ ہٹانے کے ساتھ شوقینی بڑھتی جاتی ہے۔ لڑکیوں پر فیشن سوار ہو رہا ہے۔ آنکھ کا پردہ بھی ان میں نہیں رہا۔ ایسے فیشن میں باہر نکلتی ہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی نظر ان پر پڑتی ہے جو ہندو عورتیں کسی پُرش کے بُرے خیال سے چھو جانے سے بھی جان پر کھیل جاتی تھیں اب وہ دوسرے پرشوں کے ساتھ ناچتی ہیں۔"

اب غور کیجئے کہ اور تو اور خود سمجھدار ہندو عورتیں بھی موجودہ بے پردگی کے متعلق اپنی کیا رائے رکھتی ہیں۔

جاپان آریہ مذہب کو قبول نہیں کر سکتا

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جہاں بھی گیا اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہترین کیرکٹر اور اپنے مایہ ناز روحانی زوروں کی بدولت آناً فاناً پھیل گیا - اور ان کی ایسی کایا پلٹ دی - گویا وہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کے کبھی پیرو ہی نہ تھے - آج جو قریباً ۷۰ کروڑ کی تعداد میں دنیا میں مسلمان چھائے ہوئے ہیں اور آئے روز ان کی تعداد میں بین اضافہ ہوتا رہتا ہے یہ اسلام کے مقبول عام ہونے کی صریح دلیل ہے - برخلاف اس کے آریہ مذہب ہندوستان سے باہر اپنا قدم نہ جما سکا - اور پچھلے دنوں دیانند مہاودیالہ کے پرنسپل پنڈت وشوبندھو ایم اے جاپان گئے تھے - انہوں نے واپس آکر جو لاہور میں لیکچر دیا اس میں صاف الفاظ میں یہ بتلایا کہ جاپان میں آریہ سماج کا قائم ہونا مشکل ہے جس کا اعتراف ۲۴ فروری کے پرکاش نے بھی کیا ہے -

تبلیغی مذہب کے لئے وسعت قلبی کی ضرورت ہے

جو مذہب اپنے ساتھ تنگدلی رکھتا ہے وہ کبھی لوگوں کے قلوب پر فتح حاصل نہیں کر سکتا - آریہ سماج میں کہاں تک وسعت قلبی پائی جاتی ہے اس کے متعلق میں خود کچھ نہیں کہنا چاہتا - سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے آٹھویں سمولاس کے صفحہ ۲۹۸ پر لکھتے ہیں کہ "جو آریہ ورت (ہندوستان) سے علاوہ ملک ہیں - وہ ملیچھوں اور راکششوں کے ملک کہلاتے ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے علاوہ مشرقی، شمال مغربی اور مغربی ملکوں کے رہنے والوں کا نام راکشس، ملیچھ نیز اسر ہے - اور جنوب مغرب اور جنوبی اور جنوب مشرق اور جنوبی اطراف کے رہنے والوں کا نام راکشس ہے"

اب میں راکشس اور ملیچھ کی تشریح میں نہیں جانا چاہتا، کہ یہ الفاظ اپنے اندر کسقدر گھناونا پن رکھتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ بیچارے ان لوگوں نے آریہ صاحبان کا کیا بگاڑا جو کالے کوسوں پر بیٹھے ہوئے بھی آریہ سماج کی طرف سے اس بدترین خطاب کے مستحق قرار دئے گئے -

ضروری اطلاع - خط وکتابت میں پٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت کا گلہ نہ ہونا چاہئے -

سکھ پریس

احمدیوں کی طرف سے پٹنہ صاحب کیلئے پانسو روپیہ ۵۰۰

سکھوں کے اخبار "شیر پنجاب" کے ایڈیٹر صاحب اپنی ۳ مارچ کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ "گذشتہ ہفتہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن نے پٹیالہ پہنچکر شری گورو گوبند سنگھ کے جنم استھان شری پٹنہ صاحب کے گوردوارہ کی عمارت کے لئے پانصد روپیہ چندہ دیا - جو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار صاحب ڈیوڑھی معلی سکرٹری پٹنہ صاحب نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا - ڈیپوٹیشن کو ہز ہائینس شری مہاراجہ ادھیراج نے بھی شرف باریابی بخشا - اور احمدیہ جماعت کے خلیفہ اور امام کے اس ہمدردانہ پیشکش کیلئے شکریہ ادا فرمایا - جناب صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مذہبی اور سیاسی خیالات سے ہمیں اختلاف ہے لیکن جو لوگ احمدیوں کی تنظیم ان کی سرگرمیوں کی اور مختلف تحریکوں سے دلچسپی رکھتے ہیں - وہ سب ان کی قوت عظیم اسلامی لٹریچر سے وسیع واقفیت، علم وفضل اور اپنی جماعت کی قیادت کیلئے غیر معمولی تدبر و دانشمندی کے قائل ہیں - اور سکھوں کے ایک نہایت متبرک و مقدس گوردوارہ کی عمارت کی تعمیر کیلئے پانسو روپیہ چندہ کی یہ رقم جہاں غیر مسلم ہمسایوں سے آپ کے اخلاص اور رواداری کا ایک بین ثبوت سمجھا جائے گا - وہاں اس میں آپ کی مسلمہ معاملہ فہمی اور دانشمندی کا راز بھی مضمر ہے —————— بہرحال ہم اس فیاضانہ چندہ کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں - اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ خالصہ پنتھ آپ کے اس اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جب کوئی موقعہ آیا سکھ بھی احسان کا بدلہ احسان اور نیکی کا بدلہ نیکی میں دینگے -

کیا پنجاب صنعتی صوبہ بن سکتا ہے

پنجاب ایک زراعتی صوبہ ہے مگر ان دنوں زرعی پیداوار کی جو سرد بازاری ہے وہ اظہر من الشمس ہے لے دیکر بات صنعت پر آرہتی ہے - پنجاب پر ہی کیا منحصر ہے تمام ہندوستان میں بحیثیت مجموعی صنعت کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور جب تک ہمارا ملک صنعت کی طرف توجہ نہیں دیگا ملک کی اقتصادی حالت کبھی سدھر نہیں سکتی - اور اگر غور سے دیکھا جائے - تو عام لوگوں کا میلان صنعت کی طرف نسبتاً کم ہے - اور اس کی خاص وجہ ہے کہ ہندوستان میں کاریگروں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور انہیں شودر سمجھا جاتا ہے - جلاہا اور موچی تو حقارت کے لئے ضرب المثل ہیں منوجی کے شاستر میں انہیں شودر کہا گیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بھی یہ وبا سرایت کر چکی ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ صنعت میں ترقی کر سکے جس کے بغیر ملک کی مالی حالت کی اصلاح کی کوئی توقع نہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ کم از کم مسلمان کہلانے والے منو شاستر کی اس ذہنیت کو بدل دیں - اور کاریگروں کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھیں -

کیا ملک کی مالی حالت واقعی کمزور ہے

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی مالی حالت کمزور ہے مگر آپ ذرا کالجوں کے طالب علموں کی قیمتی پوشاکیں دیکھیں اور پھر سینما وغیرہ کی رونق ملاحظہ فرمائیں تو اس حالت کو دیکھکر آپ کے دل میں کبھی وہم بھی نہیں ہو سکیگا کہ ہمارے صوبہ کی مالی حالت واقعی کمزور ہے ان باتوں کو دیکھکر یہ کہنا پڑیگا کہ ہمارا صوبہ فضول خرچی میں بہت بڑھا ہوا ہے گذشتہ سال جب قادیان میں سینما کا بھائی سرکس آیا اور جن لوگوں نے قادیان میں انہیں تماشہ کرنیکی اجازت دی میں ان لوگوں کی حالت اور ذہنیت پر ماتم کر رہا تھا - اور میں نے اسوقت اپنے اخبار میں اس کے متعلق کچھ لکھا بھی تھا - سینما اور تھیٹر اور سرکس یہ سب عیش پرستی کی علامتیں ہیں اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مالی حالت سدھر سکے تو ہمیں اول تو ہمیشہ کیلئے ورنہ کم از کم کچھ عرصہ کیلئے ان تعیش آمیز کہلانے والی تفریحات کو بالکل ترک کرنا ہوگا -

الفضل روزانہ

مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ الفضل روزانہ ہو گیا ہے اور میری یہ خوشی اسوقت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے چیف ایڈیٹر صاحب میرے عزیز بھائی ہیں ابتدا میں جنہوں نے ایڈیٹری کی مشق نور سے ہی شروع کی تھی - میری یہ دلی تمنا ہے کہ الفضل کا یہ روزانہ ہونا عارضی نہیں بلکہ مستقل ثابت ہو آجکل م

۲ میدان ترقی میں وہی قوم گوئے سبقت لے جا سکتی ہے - جس کا پریس مضبوط ہو - مگر محض الفضل کا روزانہ ہو جانا ہی ہمارے پریس کو مضبوط نہیں بنا سکتا، تاوقتیکہ دیگر اخبارات کو بھی مضبوط نہ کیا جائے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آٹھ سو (۸۰۰) سال تک اسلامی حکومت رہنے کے باوجود ۲۴ کروڑ ہندو موجود ہیں

مسلمان بادشاہوں پر مذہبی دیوانگی کا غلط الزام

(ہندو مسلم اتحاد پر چوہدری چھوٹو رام صاحب کی تقریر)

رہتک - ۷ر جنوری - پرانے ہسپتال کی عمارت کے احاطہ میں ۸ بجے رات راؤ بہادر چوہدری چھوٹو رام صاحب نے زیر صدارت چوہدری جان محمد خاں سابق پریذیڈنٹ کمیٹی رہتک ایک لیکچر "ہندو مسلم اتحاد" پر دیا - انہوں نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ ہندو اور مسلم کی باہمی بدظنی کا یہ نتیجہ ہے - کہ موجودہ موقعہ پر جو حقوق مل سکتے تھے ان میں کمی رہی - اور ہندو مسلمان کی باہمی بدظنی کی وجہ سے جس کا ثبوت ان دونوں قوموں نے پلیٹ فارم اور پریس کی معرفت دیا کسی شخص کو یہ کہنے کا منصب نہیں رہتا کہ انگریزوں نے اس معاملہ میں بے انصافی کی - جب ایسے صوبوں کے مسلمان جہاں ہندوؤں کی کثرت ہو یہ کہیں کہ ان ہندوؤں کے برسر اقتدار آجانے سے اپنی ہستی اور اپنے مفاد خطرے میں آتے ہیں - اور ان صوبوں کے ہندو جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے یہ کہیں کہ اس صوبہ میں تو اسلامی راج قائم ہو جائے گا اور مسلمان ہندوؤں کو تباہ کر دیں گے - تو پھر ہندوستانی انگریزوں کی شکایت کرنے کا مجاز نہیں رکھتے -

ہندو مسلم کی باہمی کشیدگی اور نفرت سے جو زہریلی فضا ہندوستان میں عام طور سے اور پنجاب میں خاص طور سے پیدا ہو گئی ہے - اس کے چوہدری صاحب نے زیادہ تر دو سبب بیان کئے - ایک تو مذہب کا غلط تصور اور اس کا غلط استعمال - دوسرے ہندوستان کی تاریخ کی غلط تعبیر - چوہدری صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کا حوالہ دیتے ہوئے ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

حاضرین کو جتلایا کہ مذہب آپس میں بیر رکھنا نہیں بتاتا بلکہ اس کا صحیح مقصد روحانی پاکیزگی کرنا - خدا کے بندوں میں پریم پھیلانا - اور بندوں کو خدا کے قریب لانا ہی، مگر لوگوں نے مذہب کو ایک دوسرے سے دشمنی پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے - یہاں تک کہ اس کو سچا ہندو سمجھا جاتا ہے جو مسلمان سے نفرت کرنا اپنا دھرم سمجھتا ہے اور سچا مسلمان وہ شمار ہوتا ہے - جو ہندوؤں کو گالیاں دینا، ان سے نفرت رکھنا اپنا جزو ایمان سمجھتا ہو - تاریخ کی غلط تعبیر کے متعلق چوہدری صاحب نے فرمایا کہ اول تو تاریخ ایسے پیرائے میں لکھی گئی ہے کہ اس کے مطالعہ سے خواہ مخواہ ہندو مسلمانوں میں نفرت اور غلط فہمی پھیلتی ہے اور نہ ہی اس کے پڑھنے والے عقل سے کام لیتے ہیں -

انہوں نے اس خیال کی تردید کی کہ مسلمان بادشاہوں نے تبلیغ مذہب کے جنون میں ایسی پالیسی اختیار کی جس کا منشا تلوار کے زور سے اسلام کا پھیلانا ہو انہوں نے بتلایا کہ ۷ - ۸ سو سال تک مسلمان بادشاہوں کا راج ہونے کے باوجود ہندوستان میں ۲۴ کروڑ ہندوؤں کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بزور شمشیر اسلام کی تبلیغ کے پھیلانے کی پالیسی غلط ہے - علاوہ ازیں دہلی اور آگرہ ایک مدت مدید تک اسلامی طاقت کے سب سے بڑے مرکز رہے لیکن باوجود اس کے دہلی اور آگرہ کے آس پاس ہندوؤں کی آبادی ستر فی صدی سے لے کر پچاس فی صدی تک پائی جاتی ہے - غیر جنگجو اقوام میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے - ان باتوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں مذہبی جنوں یا تعصب سے کام نہیں لیا گیا - بلکہ یہ تبلیغ یا تو معمولی طریق پر ہوئی - یا پولٹیکل اغراض سے -

چوہدری صاحب نے یہ بتایا کہ اس بات سے انکار کرنے کی ضرورت نہیں کہ تشدد کبھی ہوا ہی نہیں - وقتاً فوقتاً تشدد ہوا - سختی بھی ہوئی - مگر کوئی مستقل یا مسلمہ پالیسی اس سختی یا تشدد کا موجب نہ تھی - بلکہ محکوم نسل کی طرف سے بغاوت یا مفسدانہ کارپردازی تھی - اور یہ بات نہ غیر معمولی ہے اور نہ غیر قدرتی ہے - اخلاقاً ایسی سختی کو کوئی کتنا ہی معیوب قرار دے - لیکن کسی ملک کسی زمانہ کی تاریخ اس قسم کی سختی سے خالی نہیں - بلکہ سچائی یہ ہے کہ جس زمانے میں مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ ہندوؤں پر سخت ظلم کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے - اس زمانہ میں یورپ کے ملکوں میں خود عیسائیوں کے دو فرقوں کے درمیان جو ستم آرائیاں ہوئی تھیں وہ ہندوستان میں ہونے والے تشدد اور سختی سے ہزار درجہ معیوب اور قابل اعتراض تھیں - یورپ کے ملکوں میں مذہبی اختلاف کی بنا پر آدمیوں کو زندہ جلا دیا جاتا تھا اس قسم کی مثالیں ہندوستان کی تاریخ میں کہیں نہیں پائی جاتیں - مزید برآں پولٹیکل طاقت اور راج کا لالچ ایسی بری بلائیں ہیں - جن کی وجہ سے ہر زمانہ میں اور ہر قوم کے ہاتھوں سختیاں ہوتی چلی آئی ہیں - چنانچہ اس راج کے لالچ میں کیکئی نے رام چندر کو بن باس دلوایا - کوروں نے پانڈوؤں کو خود ان کے بسائے ہوئے پانچ گاؤں دینے سے انکار کر دیا - اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتارا - یہاں پر کوئی مذہب کا اختلاف موجود نہ تھا البتہ پولٹیکل طاقت کا لالچ کارفرما تھا - اصل میں دیکھا جائے تو راج کو قائم کرنے کیلئے حکمران نسل کا وقار اور رعب قائم رکھنا ضروری ہے اور اسی وقار اور رعب و داب کی خاطر سختیاں ہوا کرتی ہیں - چنانچہ اسلامی حکومت کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا - اور انگریزی حکومت کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا - مارشل لاء کے زمانہ میں امرت سر کی ایک گلی میں دو یا تین روز تک اگر رعایا کا کوئی فرد ایک خاص موقعہ سے آگے جانا چاہتا تھا - تو اس کو پیٹ کے بل چلنا پڑتا تھا - جہاں پر دو یا تین یورپین کو جن میں ایک یا دو بیچاری بے کس لیڈیاں بھی تھیں - ہجوم نے قتل کر دیا تھا - اس طرح غدر کے موقعہ پر دہلی کی شاہی مسجد اور لاہور کی شاہی مسجد پر حکومت نے قبضہ کر لیا تھا - بظاہر یہ حکام نہایت سخت معلوم ہوتے ہیں - لیکن ان کے گرد و پیش کے لوگوں کو معلوم ہیں - اس لئے ان کی نسبت کسی غلط فہمی کا امکان نہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں جو مظالم تاریخوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مظالم کی شکل میں پیش کردیئے گئے ہیں۔ مگر ان کے گرد وپیش کے حالات اکثر صورتوں میں نامعلوم رہے۔ اس لئے ان کے متعلق آسانی کے ساتھ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے۔ بہرحال یہ ایک سچی بات ہے کہ جب ایک قوم دوسری قوم پر حکومت کرتی ہے اور تعداد میں محکوم نسل مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے۔ تو خاص خاص موقعوں پر حکمران نسل کو اپنا رعب داب قائم رکھنے کے لئے سختیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اخلاقی طور پر اگر یہ سختیاں کتنی ہی بڑی کیوں نہ سمجھی جائیں۔ ان سختیوں کی ضرورت وقتاً فوقتاً پیش آتی رہتی ہے اور جب راج کے لالچ میں مہاراجہ رام چندر کو جلا وطن کیا جاسکتا تھا اور کسی غیر قوم کے حاکم کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کے پتا کی طرف سے ان کے سوتیلے بھائی کی خاطر، اور ان کی سوتیلی ماں کے اشارے پر، تو مسلمان بادشاہوں کی طرف سے خاص خاص موقعوں پر ہندوؤں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا گیا ہو، یا خاص خاص موقعوں پر انگریزوں کی طرف سے ہندوستانیوں پر سختی روا رکھی گئی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بہرکیف ایسی سختیوں کو ہندو اور مسلمانوں کے مستقل دشمنی کا سبب بنانا ایک بے وقوفی کی نشانی ہے اور اس سے سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اس بے وقوفی کی وجہ سے ہم کئی دفعہ نقصان اُٹھا چکے ہیں اور موجودہ موقعہ پر بھی بڑا بھاری نقصان اُٹھایا ہے۔ اور جب تک ہندو مسلم آپس میں کشیدہ رہیں گے۔ سوراج یا آزادی محض خواب کی حیثیت رکھیں گے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ انہیں سوراج یا آزادی نصیب ہو تو ہمیں آپس میں لڑائی جھگڑا چھوڑ کر بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیئے۔ اگر وہ لڑتے رہے تو ان پر غیر ملکی حکومت کا جوا بدستور قائم رہے گا۔

غیر مسلم مفکرین حال کی آراء

دربارۂ اسلام وقرآن

برما کی بدھ قوم کے مشہور لیڈر مسٹر کھن مانگ فرماتے ہیں

پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا مذہب درحقیقت امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ پیغمبر اسلام نے کلمہ طیبہ۔ نماز۔ زکوٰۃ روزہ۔ حج ان پانچ ارکان کے ذریعے انسانی دنیا میں امن وسلامتی کے قیام کی تعلیم دی اور ان کی آخرت میں بھی چونکہ آج دنیا جنگ وجدل سے تنگ آگئی ہے اور قیام امن کے لئے بیقرار ہے۔ ہمارے لئے یہ امر بہت سودمند اور موجب مسرت ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرکے اپنی مشکلات کو آسان بنا سکتے اور اپنی ضروریات میں ان سے مدد لے سکتے ہیں۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اس طرح ظاہر کرونگا کہ پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا مذہب تمام ادیان قدیم وجدید کا حاصل اور نچوڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام مخالفتوں کے باوجود حضرت محمد صلعم کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہ تعلیمات جہاں ایک مرتبہ جگہ پکڑ لیتی ہیں تو روز بروز ماہ بماہ سال بہ سال صدی بہ صدی اور قرن بہ قرن آگے ہی بڑھتی جاتی اور شائع ہوتی جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تعلیمات اسلام کبھی پیچھے نہیں ہٹیں بلکہ ہمیشہ آگے بڑھیں اور ترقی یافتہ ہوئیں۔ موجودہ زمانہ اگرچہ بانیٔ اسلام (صلعم) کے زمانے سے بہت دور جا پڑا ہے۔ لیکن اب بھی ہماری نظر ان کے مساعی حسنہ کے نتائج کو پوری وضاحت سے دیکھ سکتی ہے۔ یہ ایک واقعیت ہے کہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات میں ایسی بہت سی چیزیں موجود ہیں جن سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں اور ان سے پورا فائدہ نہ اُٹھائیں تو ہمارے ذہنی افلاس میں کوئی شک نہیں رہیگا۔

میں یہاں اپنے مذہب کے صحیح اور غلط ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ہمارا مذہب (بُدھ مت) موجودہ زمانہ اور اس کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اب زمانہ کا مقتضا یہ ہے کہ سارا عالم انسانیت یکجا ہوکر ایک متحدہ قوم بن جائے۔ پیغمبر اسلام کے پیش کئے ہوئے مذہب کی وجہ امتیاز یہ ہے۔ اس میں اعتقادی رسوم وضوابط کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح کا ایک ضابطۂ حیات ہے کہ انسان کی زندگی کو روزمرہ فزین کرتا ہے۔ اور وہ اپنے پیرو کو انسانی خدمت کیلئے متمدن اور کارآمد بناتا ہے چنانچہ اسلام انسان کی رہنمائی کیلئے چند اصول پیش کرتا ہے اور پھر ان کو عمل کے سانچے میں ڈھال کر بروئے کار لاتا ہے۔

میں نے جو کچھ کہا اسلام کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بنابریں میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اسلام کا مستقبل ضرور شاندار ہوگا۔

اس کے علاوہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو نہ تو سائنس کی ترقیات سے کوئی خطرہ اور نہ تہذیب وتمدن کی وسعتوں سے متصادم ہونے کا اندیشہ۔ کیونکہ ان تعلیمات کی بنیاد اس قسم کے اعتقادات پر نہیں رکھی گئی جس کو سائنس متزلزل یا تہذیب وتمدن مسترد کرسکے۔ بانیٔ اسلام کی تعلیمات ... ان آلائشوں سے پاک ہیں۔

لہٰذا جو آدمی خدا کے وجود کا قائل ہے چاہے وہ اعلیٰ درجہ کا منطقی اور فلسفی ہو۔ مگر اسلام کے اس مرکزی رکن کے تسلیم کرنے میں۔ کہ خدا ایک ہے اور محمد (صلعم) اس کے فرستادہ ہیں ذرہ بھر بھی تامل نہ ہوگا۔

اخبار تیج کے ڈائرکٹر لالہ دیش بندھو فرماتے ہیں

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شمار ان محترم ہستیوں میں ہے۔ جو دنیا کا مشترک سرمایہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اسلام کے پیشوا تھے۔ اور آپ کی عمر کا اکثر حصہ اسلام ہی کی نشر واشاعت میں صرف ہوا تھا لیکن آپ کی تعلیم میں ہمیں ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے پیروان اسلام کے علاوہ دوسرے لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

ملک عرب، جہالت، غیر متمدنیت، بُت پرستی۔ اور توہم پرستی کا مجسمہ تھا۔ شراب کو پانی کی طرح استعمال کرتا تھا۔ آج سے تیرہ سو سال پیشتر بُت پرستی اور شراب نوشی کے خلاف جدوجہد کرکے عرب کے صحرا نشینوں کو توحید پرست بنا دینا اور شراب نوشی کے ترک پر آمادہ کردینا، دُنیا کی تاریخ میں یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

میرے خیال میں وہ تمام احسانات جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عالم انسانیت پر کئے ہیں۔ اگر وہ فراموش ہوجائیں تو یہ احسان بالکل قابل فراموش نہیں اور نہ مہذب دُنیا اس بار احسان سے سبکدوش ہوسکتی ہے۔

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور فرماتے ہیں:۔

اسلام دُنیا کے چند عظیم الشان مذہبوں میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مذہب ہے اس لئے پیروانِ اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی سے اپنے دین کی عظمت ثابت کریں۔

اس ملک میں جو دو قومیں آباد ہیں۔ ان کے درمیان مصالحت کی واحد امید اس بات پر منحصر نہیں ہے کہ وہ اپنی ذہانت سے اپنے قومی مفاد حاصل کریں بلکہ اس ابدی فیضان کے روحانی سرچشمے پر منحصر ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے حاملین صداقت کی ناقابل فنا سیرتوں سے اُبل رہا ہے۔ وہ خدا کے دوست، عالم انسانیت کے محبّ، اخلاق عالیہ اور صفات برگزیدہ والے تھے۔

مسٹر سیتہ موورتی فرماتے ہیں:۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن اقوام میں کام کیا ہے۔ اگر ان کے طبائع اور حالات کو پیش نظر رکھکر غور کیا جائے تو لامحالہ کہنا پڑیگا کہ پیغمبر اسلام نے کس مادے سے کیا چیز بنائی ہے۔ اس زمانہ میں متعدد خداؤں کی پرستش ہوتی تھی لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توحید الٰہی کو پیش کیا۔

وحدانیت کا مسئلہ ایک طرف ایرانیوں کے ذہنوں کے دوسری طرف عیسائیوں کے عقائد کے تیسرے تخیلات عرب کے بالکل مخالف تھا۔ ان حالات میں پیغمبر اسلام نے سب سے پہلے وحدت الٰہی کا شاندار تخیل عربوں کے سامنے پیش کیا۔ اسلام کی تاریخ میں جو واقعات گزرے ہیں وہ جس طرح کے بھی ہوں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ پیغمبر اسلام نے جو مذہب پیش کیا ہے وہ رواداری کا مذہب ہے۔

پیغمبر اسلام دوسرے مذاہب کو نظر احترام سے دیکھتے تھے باوجودیکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ آپ کا پیش کیا ہوا مذہب دوسرے تمام مذاہب کی نسبت صادق اور صحیح ہے۔ جس نے قرآن کو پڑھا ہے۔ وہ میرے اس خیال کی تصدیق کریگا۔

اس لئے ضروری ہے کہ غیر مسلم اس مذہب کی صداقت کو محسوس کریں۔ تاکہ ہندوستان کی مختلف قومیں اپنی زندگی امن وامان اور صلح و صفائی سے بسر کر سکیں۔

(حمایت)

تناسخ کی تردید

موجودہ اختلاف کو مدنظر رکھکر تناسخ کا ثبوت بنانا بالکل وہم ہے۔ قانونِ قدرت یہ ہے کہ مرد عورت ملینگے اور نطفہ قرار پائیگا تو بچہ پیدا ہوگا۔ مرد عورت غریب ہوں یا امیر ہوں۔ بچہ تو پیدا ہی ہوگا۔ اس میں کسی اگلے جنم کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ اختلاف صرف انسانوں میں ہی نہیں، جانوروں، درختوں، پتھروں تک میں اختلاف ہے۔ مختلف درجوں کے جانور ہیں۔ مختلف شکلوں اور صورتوں کے درخت ہیں مختلف قسم کے پتھر ہیں۔ تو جانوروں، درختوں اور پتھروں کا بھی کوئی اگلا جنم اور کرم تھا۔ جن کے سبب وہ مختلف درجوں کے ہوگئے۔ جیسے ان چیزوں کا اختلاف اواگون کی وجہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح انسان کا اختلاف بھی تناسخ کی وجہ نہیں ہوسکتا۔

تناسخ کا عقیدہ قانون جزا سزا کے بھی خلاف ہے کیونکہ اواگون میں جزا سزا تو ملتی ہے۔ مگر مجرم کو یہ بالکل علم نہیں دیا جاتا کہ کس جرم کی سزا میں وہ کیا بنا ہے تو پھر ایسی سزا سے کیا فائدہ جس میں عبرت بھی حاصل نہ ہو۔

نیز اگر تناسخ میں یہ مقرر ہے کہ انسان نیکی کرنے سے کسی راجہ کے گھر پیدا ہو کر مزے اُڑاتا ہے اور بدی کر کے غریب پیدا ہوتا اور دُکھ پاتا ہے۔ تو پہلی خرابی اس عقیدہ میں یہ ہے کہ نیکی کو نیکی سمجھ کر نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ راجہ بنکر مزے کرنے کے لئے نیکی کی جائے گی اور یہ بات ان لوگوں کے نزدیک بہت ہی مکروہ ہے۔ جو نیکی کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ دوسری خرابی اس عقیدہ میں یہ ہے کہ اگر نیکی کرنے کے بدلے میں کسی راجہ کے گھر پیدا ہونا نصیب ہوتا ہے۔ تو واقعات یہ ہیں کہ راجہ لوگ بڑے عیاش اور بداخلاق ہیں، ہزاروں موجودہ راجاؤں کے واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ ایک ایک راجہ کی اب بھی سَو سَو بیبیاں ہیں، اور وہ دن رات ایسے خراب حالات میں مبتلا رہتا ہے۔ جس سے اسکی روح کا خراب ہونا لازمی امر ہے۔ پس اگر اواگون میں نیکی کر کے ایسا راجہ بننا نصیب ہوتا ہے تو ہر ایک نیک آدمی کو ایسے نتیجے کو قبول کرنے سے انکار ہوگا جس میں سراسر ہلاکت ہے۔ یہ نیکی کا بدلہ کیا ہوا یہ تو اُلٹی بدترین لعنت ہوئی۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسیر جول ازم ترقی پر ہے، روحوں کو بلایا جاتا ہے۔ اس سے تناسخ کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر روحیں کسی جسم میں آگئی ہیں تو وہ کیسے جا سکتی ہیں، ہاں روحیں پرلوک میں ہیں۔ جبھی تو ان سے بات چیت ہو سکتی ہے یہ صاف تناسخ کے خلاف ہے۔

انسانی حالات میں اختلاف کی وجہ گزشتہ جنم کو قرار دیا جائے تو دنیا کا قانون عدل و انتظام برباد ہو جائیگا۔ کیونکہ جو کسی پر ظلم کرے تو اُسے مُجرم نہ قرار دیا جائے بلکہ خدا کا سپاہی سمجھا جائے۔ جو ظلم کر کے اس شخص کو گذشتہ جنم کے کرموں کی سزا دے رہا ہے۔ تو پھر ظلم کیسا؟ اس طرح تو کسی ظالم کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔

ایک دلیل تناسخ کے خلاف یہ ہے کہ اس میں عمل اور اس کی سزا باہم کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ یعنی یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بدنیتی کر کے بدنیتی میں بڑھتا جائے اور اس کا دل خراب و بدنیت ہو جائے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک شخص بدنیتی میں گرفتار ہو جائے تو اس کے ایک دُم نکل آئے۔ یا وہ آدمی سے لومڑی بن جائے کیونکہ بدعملی میں اور دُم نکل آنے میں کوئی قدرتی تعلق نہیں ہے اسلئے بداعمال انسان کا جانور بن جانا قانون سزا سے غیر مرتبط اور بے تعلق ہے۔ لہٰذا اعمال کی پاداش میں کتا، بلی وغیرہ معقول نہیں ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ انسان اپنے اعمال کی سزا میں جانور بن جاتا ہے۔ تو بعض جانور جیسے بلبل یا چڑیاں جو پہلے انسان تھے اپنے کرموں کے نتیجہ میں بلبل اور چڑیا بن گئے تو یہ سزا کیا ہوئی۔ بہت سی بلبل اور چڑیاں انسان سے کہیں زیادہ آرام و راحت میں ہیں۔ نہ کمانے کی فکر ہے، نہ کوئی پابندی ہے۔ آزادی سے بلند درختوں کی شاخوں پر نغمہ سرائی کرتی ہیں۔ یہ سزا تو اور آرام کا سبب ہوگئی۔ اس صورت میں سزا نہ ہوئی جو مقصد کے خلاف ہے۔

ایک دلیل تناسخ کے خلاف یہ ہے کہ سزا کا مدعا اصلاح ہے نہ کہ صرف دُکھ دینا یا بدلہ لینا۔ تناسخ کے سلسلہ میں جب انسان چوہا یا گدھا بن گیا تو اب اسے اصلاح کا موقع کہاں حاصل ہوا۔ چوہا یا گدھا کون سے نیک اعمال کر سکتا ہے۔ جو انسانی جون کی غلطیوں کا بدل ہو سکیں۔ عقیدہ تناسخ میں سزا کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔ اسلئے یہ عقیدہ قابل قبول نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہبی بحث مُباحثہ کی ابتداء

جب دنیا کا تمدن بڑھا اور عوام کی تفہیم میں یہ بات نشوونما پانے لگی۔ کہ ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جائیں خواہ وہ تفہیم تمدن کی نوعیت پر تھی یا معاشرت کی جہت لئے ہوئے مگر تمدن اور معاشرت پر ایک ہستی حکمران ہے جسے مذہب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلئے اس جدوجہد کی تہ میں مذہب کا زبردست ہاتھ کام کر رہا تھا۔ ایک مبصر کو فوراً اور بادی النظر میں یہ امر مبہر اور روشن ہوجائیگا کہ مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے نقش قدم اور ہدایت کے بموجب انسان باخدا انسان بن سکتا ہے مگر جب انسان سلامت روی کو چھوڑ کر اس سے بعد اختیار کرتا ہے تو بسا اوقات راستے میں ایسی مشکلات آجاتی ہیں کہ ایک یا دوسرے رنگ میں اس کے لئے یا اس کی نوع کے واسطے دکھ کا موجب ہوتی ہیں۔ مذہبی تاریخ کی اوراق گردانی کرنے سے ہمیں بکثرت ایسی امثلہ ملتی ہیں جس کو پڑھکر انسان بہت سے نتیجہ خیز اور سبق آموز نصائح حاصل کر سکتا ہے۔

دولت ساسانی کے آغاز ہی میں ارض یہودا و فلسطین سے دین عیسوی نمودار ہو کے سلطنت روم کے آغوش میں پرورش پانے لگا۔ یہ ایک سچا دین الٰہی تھا اور ماسوا اللہ کے علائق سے خلقت کو آزاد کرانے والا مگر حواریین مسیح کے زمانہ ہی سے اس میں رومی بُت پرستی کی آمیزش ہونے لگی۔ اصل دین ارض یہودا کے چند خدا پرستوں کی زندگی کے ساتھ ختم ہوگیا۔ اور جس دین کی پرورش دولت روم کر رہی تھی۔ وہ بُت پرستی کی آغوش کا پلا ہوا تھا اور اس خداشناسی و خداپرستی کے جذبات کم رہ گئے تھے۔ قسطنطین اعظم کے پولٹیکل مصالح سے اس دین نے پرانی خالص بُت پرستی اور دیوتاؤں کی حکومت پر فتح پائی اور ہر قوم و ملک کے لوگ توبہ کرا کرا کے اس دین میں شامل کئے جانے لگے اور اسی وقت سے مذہب قومیت سے جُدا چیز قرار پایا اور عام دعوت کیجانے لگی۔

مسیحی مذہب کی ابتدائی ترقی کا راز۔ بس اسی وقت سے مغرب میں مناظرہ اور مکابرہ کی اور محض دین کیلئے تعصب کرنے کی بنیاد پڑی۔ کیونکہ اس سے پیشتر ہر قوم کا مذہب جداگانہ تھا اور قومی تعصب ہی کی وجہ سے غیر اقوام کے مذاہب بھی ذلیل کئے جاتے تھے۔ مشرق میں آریہ مذہب کے مقابل بدھ مذہب والے بھی ذلیل کئے جاتے تھے۔ مشرق میں آریہ مذہب کے مقابل بودھ مذہب نے بھی تبلیغ کے ذریعے دیگر اقوام کو اپنے مذہب میں داخل کیا اور اس کے بعد جب ہندوؤں کا زور ہوا تو انہوں نے بھی غالباً ایسا ہی کیا۔ علیٰ ہٰذالقیاس جب مذہب زرتشتی نے بابل کے پرانے مذہب صابئی کو مغلوب و مقہور کیا ہے تو اس کے ہزار ہا پیروؤں کو بھی اپنے حلقہ اور گروہ میں شامل کر لیا تھا مگر چند ہی روز بعد اُن سب مذہبوں میں تبلیغ کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ اور وہ سب مذہب قومی مذہب قرار پا گئے یعنی بعد کے زمانوں میں یہ دشوار ہوگیا کہ کسی قوم یا مذہب کا آدمی اپنے مذہب کو چھوڑ کے اُن کے مذہب میں شامل ہو سکے۔ مگر مسیحیت میں اس کے خلاف یہ بات نظر آتی ہے کہ خود حضرت مسیح کی تعلیموں سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ خاص مذہب یہودا کی اصلاح اور ان کے اُصول و عقائد میں ریفارم کرنے کیلئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ مگر بعد والوں اور خصوصاً ان مسیحیوں نے جن کی بنیاد رومی پرستی کے کھنڈروں پر رکھی گئی تھی۔ اس دائرہ کو وسیع کر دیا اور ہر گروہ کو اپنی طرف بلانے لگے۔

مسیحیوں نے جواب تبلیغ عام کا سلسلہ ڈالا تو ایک طرف ان کے مقتدایان دین مشنری اور داعی بن کے اقطاع عالم میں پھیل گئے۔ جو ہر کہ و مہ کو اپنے مذہب اور گروہ کی طرف بلاتے تھے۔ اور دوسرے مذہبوں کے مقتداؤں کے مقابل خلاف فطرت واقعات اور کرامات و معجزات کے دعوے کر کے اپنی حقیقت ثابت کرتے تھے۔ دوسری طرف ان کے بادشاہ وغیرہ سب رعایا پر طرح طرح کے مظالم کرنے اور سب کو مذہب مسیحی اختیار کرنے پر مجبور کرتے تھے تمام اگلے رومی و یونانی بتخانہ منہدم کر دئے گئے۔ رومیوں کے لئے بغیر اس کے کہ اس نئے مذہب کو قبول کریں مفر نہ تھا۔ یہودی جو اپنے دین میں نہایت مضبوط و سخت تھے۔ ان پر بھی ایسے ایسے مظالم ہوئے۔ جن کو سنکر آجتک لوگ کانپ اُٹھتے ہیں۔ بیت المقدس ...... مسمار ہو چکا تھا۔ اب اس کا نام بھی مٹا دیا گیا۔ یروشلم کے اندر کسی یہودی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ اور وہ اس کی دیواروں سے دور ہی دور رہتے ہیں۔ اور چونکہ ساری دنیا میں مسیحی حکومت کا زور تھا۔ اس لئے ان کو کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ بہت سے یہودی اپنی جان بچانے کیلئے عرب کے پیٹر پر دہ گزار دل میں آکے پناہ گزیں ہو گئے۔

مذہبی تعصب کی بنیاد۔ بہر حال وہ تعصب جو اس لئے ہو کہ کسی فریق و قوم سے اس کا مذہب چھڑایا جائے۔ عیسائیوں سے شروع ہوا اور عیسائیوں سے پہلے اس کا پتہ نہیں لگتا۔ صرف ایران میں جہاں مذہب زرتشتی پوری قوت کے ساتھ قائم تھا اور ایک زبردست سلطنت اس کی حامی و مددگار تھی عیسائیوں کا کچھ زور نہیں چلا۔ نہ وہاں مسیحی مقتداؤں کی آواز سُنی گئی اور نہ وہاں رومیوں کی تلوار، ایرانیوں کی شمشیر و خنجر کو کمزور ثابت کر سکی۔ تاہم سرحدی صوبجات میں عجیب خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں جب رومیوں کا قبضہ ہو جاتا ان میں مسیحیت کا زور ہو جاتا۔ اور جب پارسی غالب آجاتے پھر مذہب آتش پرستی چمک اُٹھتا مگر خرابی یہ تھی۔ کہ مسیحیت ہر شخص کو اپنے آغوش میں لے سکتی تھی اور مجوسیت ایک قومی مذہب تھا۔ جس میں نئے لوگ نہیں داخل ہو سکتے تھے۔ اسی وجہ سے ان تمام جھگڑوں میں مسیحی مذہب غالب رہا۔ اور اس کے پیروؤں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پر نور

دنیا میں مسیحیت کے غالب آنے کے بعد جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین الٰہی سرزمین عرب سے نکل کے دُنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔ اور رسالت محمدی کی تبلیغ عامہ ہر قوم اور ہر گروہ کو اپنی طرف بلانے اور نجات کا کامل یقین دلانے لگی۔ مسیحیت کو اب ایک پورا اور زبردست رقیب اسلام کی صورت میں ملا۔ مسلمانوں میں چند روز بعد مشنری بھی پیدا ہو گئے۔ مگر ابتداءً جب وہ اپنے دین کی تبلیغ کے لئے عرب سے نکلے ہیں۔ تو وہی سپاہی تھے اور وہی مشنری۔ وہ تلوار کے زور سے ان مزاحمتوں کو روکتے جو راستہ میں حائل ہوتیں. . . . .

اور اپنے طرز عمل اپنی نیک نفسی اور پرہیزگاری اپنی نیک صفاتی پاکبازی اور نیز اپنی فصاحت و بلاغت سے اسلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقت کو ثابت کرتے چند ہی روز کی کوشش سے اُنہوں نے دُنیا کو اپنے اور عیسائیوں کے درمیان میں بنٹا لیا۔ زرتشتی اور روم کی مشرقی سلطنتوں کا تو ان کے ہاتھ سے خاتمہ ہو گیا۔ سارے ایرانیوں کے مسلمان ہو جانے سے ایران میں صرف چند آتش پرست باقی رہ گئے۔ اور مشرقی روم کے علاقہ میں بھی غالب آبادی مسلمانوں ہی کی تھی۔ اور افریقہ میں مراکو سے روم تک جہاں دین عیسوی لوگوں کا عام مذہب تھا مسیحیت بالکل جاتی رہی۔

اسلام اور تعصب۔ مسلمانوں میں بیشک ایک گونہ تعصب تھا۔ مگر اس قدر نہیں کہ کسی کو زبردستی مسلمان کریں یا مسلمان ہو جانے پر کسی کو مجبور کردیں۔ ملک گیری و فتحیابی میں اس وقت تک یہ عام قاعدہ تھا۔ کہ دشمن کے جتنے لڑنے والے سپاہی گرفتار ہوتے اور قتل کر ڈالے جاتے۔ اور عام رعایا میں سے جتنے جی چاہتا۔ غلام بنا لئے جاتے۔ اور باقی ماندہ محکوم رعایا کی حیثیت سے اطاعت و فرمانبرداری کی زندگی لبسر کرتے۔ مسلمانوں نے اس میں اتنا تغیر کر دیا کہ اسیران جنگ میں سے جتنے پکڑے جاتے۔ اگر دین اسلام قبول کر لیتے تو چاہے کسی قوم کے ہوں اپنے بھائی اور اپنے برابر کے حقدار بنائے جاتے۔ لیکن اگر انہیں اپنا مذہب چھوڑنے میں تامل ہوتا تو وہ جزیہ یعنی فی کس ایک معمولی ٹیکس سالانہ ادا کرنے پر چھوڑ دیئے جاتے۔ اور ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کر لی جاتی۔ اور اس میں یہاں تک آزادی برتی جاتی کہ اگر اس عہد کے واقعات پر اچھی طرح غور کیا جائے تو مسلمان و ذمّی (جزیہ دینے والے) کے حقوق میں بہت ہی کم فرق نظر آتا ہے۔ غرض ان واقعات نے ادھر فتوحات عرب کی بدولت مسیحی سلطنتوں کے وہ مظالم موقوف کرائے جو دوسرے مذہبوں پر ہو رہے تھے ادھر اسلامی مبلغان دین نے مسیحی مشنریوں کی زبان بند کی اب نہ ان کے وہ معجزات و کرامات تھے جن کی عیسائیوں میں شہرت ہو رہی تھی اور نہ وہ پرزور مباحث جنہوں نے دیگر ادیان و ملل کی زبانیں بند کر دی تھیں۔

اسلامی توحید اور مسیحی توحید پر نظر۔ اس میں شک نہیں کہ مسیحیت ایک سچا دین تھی اور جس وقت اس میں وہ سچائی تھی اس کے دعوے بھی زبردست تھے۔ جن کا کوئی جواب نہ ہو سکتا تھا۔ مگر ظہور اسلام سے چند صدی پیشتر جو مسیحیت دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ حقانیت کے بازار میں کامل المیعاد نہ تھی اس میں رومی بُت پرستی کا بہت بڑا عنصر ملا ہوا تھا۔ وہ موحد خدا پرستان بنی اسرائیل کے مذاق توحید اور انبیاء سلف کے رسم و آئین سے جس قدر دور تھی اسی قدر بُت پرستوں کے مذاق سے قریب۔ وہ مصر و روم کی بُت پرستی کے مقابلہ میں بیشک غالب آسکتی تھی۔ اس لئے اس میں حقانیت کی چند دُھندلی شعاعیں موجود تھیں۔ مگر اسلام کی خالص اور بے لگاؤ توحید کے مقابلہ میں اس کا غالب آنا دشوار تھا۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو فتحمندی و حکمرانی کے بغیر اپنے حکمرانوں اور فاتحوں پر غالب آیا۔ اور اب بھی اس میں شک نہیں کہ افریقہ اور دیگر ممالک ارض میں مسلمان مفتوح و محکوم ہیں مگر اسلام اسی طرح غالب ہے۔ اور اس کی فتحمندی کا سلسلہ آج بھی اسی طرح جاری ہے۔ بیشک عیسائی مشنری بُت پرستوں کو یہ کہہ کے قائل کر سکتے تھے کہ بُت پرستی شرک ہے اور خدائے واحد کو مان کے بیجان مورتوں کے آگے سجدہ کرنا سخت بے عقلی لیکن مسلمانوں کے اس سوال کا جواب ان کے پاس نہ تھا کہ روحانی اور مجرد عن المادہ خدا جس کی شان ایک قوۃ مجردہ کی سی ہو۔ اس کیلئے بیٹا کیسا اور نہ ان کے حل کئے کبھی یہ معمہ حل ہو سکا۔ کہ وحدۃ فی التثلیث اور تثلیث فی الوحدۃ کے محال عقلی پر کیونکر یقین کیا جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو بُت پرستی سے ماخوذ تھیں۔ اور اسی لئے اسلام کی خالص اور بے غل و غش توحید کے مقابلہ میں کبھی سرسبز نہ ہو سکیں۔

اصلی مناظرہ وہ ہے۔ جو کسی مذہب کے عقائد اور مسلمات مذہبی کے متعلق ہو۔ اس قسم کا مناظرہ مسیحی صرف بُت پرستوں سے کر سکے۔ اور کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلام سے مناظرہ کرتے وقت وہ مناظرہ کے اصلی مرکز سے گریز کر کے ذاتیات میں پڑتے اور مقتداؤں اور پیغمبر صلعم کی زندگی پر نکتہ چینی شروع کر دیتے ہیں۔ اور مسلمان مناظرین بھی مغالطہ میں پڑ کے کبھی کبھی حضرت مسیحؑ کے دامن عصمت میں دھبہ لگانے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ انسانی زندگی ایسی چیز ہے کہ چاہے وہ کیسی ہی معصوم صفت بزرگ کی زندگی ہو۔ اس پر ہر شخص اپنے مذاق و خیالات کے مطابق کچھ نہ کچھ نکتہ چینی ضرور کر سکتا ہے۔ لیکن ایسی لڑائی کہ ایک کہے ہمارے پیر کی داڑھی بڑی ہے، اور دوسرا کہے کہ ہمارے پیر کی داڑھی بڑی ہے۔ اصل بحث پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی۔ مسیح و محمد علیہما السلام بالذات چاہے کیسے ہی بتائے جائیں مگر اس سے دُنیا میں کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جو عقائد محمد صلعم نے بتائے ان میں ازلی و ابدی سچائی اور جن عقائد کو مسیحیت پیش کر رہی ہے وہ نہ تو حضرت مسیح سے ثابت کئے جا سکتے اور نہ کبھی دنیا کی سمجھ میں آسکتے ہیں۔

بہر تقدیر مناظرہ کی تاریخ کا آغاز صحیح معنوں میں مسیحیوں سے شروع ہوا۔ اور اسلام کے ظہور کے بعد ابتداءً عیسائی و مسلمان ہی مناظرہ کر رہے تھے۔ اسی طرح ان کے اندرونی فرقوں میں بھی جھگڑے پڑے ہوئے تھے۔ جن کی وجہ سے مناظرہ کا بازار ساری دنیا میں گرم تھا۔ اب تہذیب و تمدن کے زمانہ میں ہندوؤں نے بھی مناظرہ کی طرف توجہ کی ہے۔ گو ان میں سوا اپنی اور اپنے مذہب کی حمایت کے تبلیغ دین کی شان نہیں ہے اس لئے کہ امم سابقہ کی طرح ہندو مذہب بھی کسی نئے ایمان لانے والے کو اپنے مذہب و گروہ میں نہیں شامل کر سکتا ہے۔ تاہم پادریوں اور دیگر حملہ آوروں کی مضرت سے بچنے کے لئے انہیں رد و قدح کی ضرورت ہے۔ غور طلب یہ امر ہے کہ مناظرہ اور ایک دوسرے کی تردید سے مذاہب کو کسی قدر فائدہ پہنچتا ہے تو وہ کسی حد تک فائدہ بخش ہوتا ہے۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر ہم از روئے استدلال اپنے اصول و عقائد کو ثابت اور دوسروں کے معتقدات کی تردید کرینگے۔ اسی قدر لوگ ہمارے دین میں زیادہ داخل ہونگے۔ لیکن نتیجہ کو دیکھئے تو بالکل اسکے خلاف ہے۔

مناظرہ سے کیا فائدہ ہے۔ مناظرہ تعصب کو بڑھاتا۔ حق جوئی کے جذبہ کو دبا کے سخن پروری پر آمادہ کرتا اور اصلی مبحث سے ہٹا کے ذاتیات کے شرمناک جھگڑوں میں ڈال دیتا ہے۔ مناظرہ میں انسان اکثر نفس عقائد و اصول سے تجاوز کر کے ایک دوسرے کے مقتداؤں کو بُرا بھلا کہنے لگتا ہے۔ پھر اس کے بعد الزامی جوابوں کی بھرمار ہوتی ہے جن کا مال یہ ہوتا ہے کہ اپنے نقائص و عیوب سے چشم پوشی کر کے دوسرے کے عیب نکالے جائیں اور خاتمہ اس پر ہوتا ہے کہ ہر فریق دوسرے مناظر فریق کے مغلوب کرنے کے لئے طرح طرح کی غیر مہذب اور مجرمانہ کوششیں کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگتا ہے۔ پھر اگر یہ دیکھا جائے۔ کہ ان شرمناک کارروائیوں کے اختیار کرنے کے بعد فائدہ کیا ہوتا ہے۔ تو صاف نظر آجائیگا کہ کچھ نہیں۔ اس لئے کہ مذہب کا یقین دلائل کی بنیاد پر ہونے کے علاوہ بچپن کی صحبت و تعلیم، سوسائٹی اور معاشرت کے اثر، بزرگوں کی عظمت اور اپنی جماعت کے جمہوری مقاصد و اغراض سب مل کے انسان کے دل میں اس بات کا یقین پیدا کیا کرتے ہیں کہ جس مذہب کے ہم پیرو ہیں وہی سب سے اچھا اور سب سے سچا مذہب ہے۔ اور یہ یقین دل و دماغ پر اس قدر حاوی ہو جاتا ہے کہ ایک منطقی دلیل چاہے کیسی ہی مضبوط اور زبردست ہو اس کو مٹا نہیں سکتی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ردوقدح اور اثبات و تردید سے کبھی کسی مذہب کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ اس کے معتد بہ افراد اپنا مذہب بدلتے ہیں۔

ہندوستان میں مسیحی ترقی کا راز - بیشک عیسائی مشنریوں نے ہندوستان میں یا بعض جزائر کی وحشی قوموں میں اپنے دین کو پھیلا دیا ہے۔ مگر ان کی اس کامیابی کے دوسرے اسباب ہیں۔ وہاں عیسائیوں نے اپنے تمدن کو زیادہ اعلیٰ دکھایا۔ اپنے افعال و اقوال سے اخلاق حسنہ کے بے انتہا اچھے نمونے دکھائے۔ اور انکی نظر کے سامنے اعلیٰ درجہ کے ایثار نفس اور ہمدردی کی نظیریں پیش کیں۔ روپیہ پیسہ دے کے غریبوں اور محتاجوں کو زیر بار احسان کیا اور ہمدردی اور دردمندی ظاہر کرکے متوسط اور اعلیٰ طبقہ والوں کے دلوں میں اپنی جگہ پیدا کی اور اور ان سب باتوں کا مجموعی اثر یہ پڑا کہ بہت سے لوگوں نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا۔

یہی اصول قرن اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا۔ جنہوں نے ملک گیری کو باضابطہ تہذیب کا پابند کر دیا تھا۔ ملک پر قابض ہو جانے اور حکومت کو پلٹ دینے کے بعد بھی وہ سوا اس کے کہ رعایا سے ملکی خراج لے لیں ان کے مذہب سے تعرض نہ کرتے تھے۔ ہر مذہب کو پوری آزادی تھی اور ہر شخص مختار تھا کہ جس مذہب کا چاہے پیرو رہے لیکن اُن لوگوں کے سامنے اس بات کی نمایاں نظیریں پیش کی جایا کرتی تھیں کہ وہ اگر مسلمان ہو جائینگے تو انسانی صفات میں وہ کس قدر ترقی کر جائیں گے۔ ان میں کیسی نیک نفسی ہوگی۔ کیسی اخوت ہوگی۔ کتنی بڑی پابندی اصول ہوگی۔ اور کیسی سچائی راستبازی اور اتقاء و پرہیزگاری کے نمونہ ان کے گروہ سے نمایاں ہوں گے۔ یہ باتیں تھیں جنہوں نے یہ نتیجہ ظاہر کیا کہ جس ملک میں چند مسلمان بھی جا کے رہے تھوڑے دنوں میں سارا ملک مسلمان ہو گیا۔

مسیحیوں میں آجکل ایک قابل غور سوال - مسیحیوں میں آج کل اس بات پر بہت غور ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں پر اور خاصۃً افریقہ میں باوجودیکہ حکومت کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ مسیحیت کو کیوں نہیں ترقی ہوتی۔ اس کا اصلی سبب بجائے کانفرنسیں کرنے کے وہ ہم سے پوچھ لیں۔ اصلیت یہ ہے کہ وہ محض مناظرہ و مجادلہ کے ذریعہ سے چاہتے ہیں کہ ان کے بچپن کے راسخ یقین کو مٹا دیویں جو امر کہ غیر ممکن ہے بعض غریبوں کو وہ روپیہ بھی دیتے ہیں مگر ذلیل کرکے اور اپنے سے ادون و حقیر خیال کرکے یورپ کے مسیحی مذہبی اخوت کا رشتہ مضبوط کرنا درکنار غیر ملکوں کے مسیحیوں کو اپنی سوسائٹی میں بھی نہیں لیتے۔ اس کے مقابل عجیب برادرانہ ہمدردی انہیں مسلمانوں میں نظر آتی ہے اور ترک مسکرات کی وجہ سے پاکبازی کے جو اعلیٰ نمونے پیروان دین محمدی میں دکھائی دیتے ہیں کسی جماعت میں نہیں دکھائی دیتے انہیں اسباب کی وجہ سے اسلام کے مقابلہ میں مسیحیوں کا کامیاب ہونا بہت دشوار ہے۔ ہندوستان میں مشنریوں کو جو اس وقت تک کامیابی حاصل ہوئی ہے صرف ادنیٰ طبقہ اور ان غیر آریہ ادنیٰ قوموں تک محدود ہے جن کو یہاں کی کوئی معزز جماعت اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتی۔ ان کو بیشک اپنے گروہ میں کوئی عزت نہیں نظر آتی اور یہ خیال دلا دیا جاتا ہے کہ عیسائی ہو جانے کے بعد تم یہاں کے معزز لوگوں کے برابر ہو جاؤ گے۔ محض اس مغالطہ سے وہ لوگ عیسائی ہو جایا کرتے ہیں اور لطف یہ کہ جو مسیحیت ان میں پھیلائی جاتی ہے وہ در اصل مذہبی مسیحیت نہیں بلکہ ایک قسم کی پولیٹیکل مسیحیت ہے۔ جس کا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ وہ فقط مردم شماری میں گنوانے کیلئے عیسائی بنائے جاتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں ویسے ہی ضعیف الاعتقاد بُت پرست بنے رہتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے تھے۔

ان باتوں سے صاف نظر آجاتا ہے کہ مناظرہ سے سوا خرابیاں اور طرح طرح کی بداخلاقیاں پیدا ہونے کے دنیا کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور دُنیا بہت بڑے امن میں آجاتی اگر مناظرہ کا سدباب ہو جاتا۔

اسلام مسز سروجنی نائیڈو کی نظر میں

مسز سروجنی نائیڈو ملک کی ان ممتاز خواتین میں ہیں جنہوں نے مذاہب کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ وہ تاریخ اسلام کے گہرے مطالعہ اور اقوام اسلام کے حالات پر غائر نظر ڈالنے سے اس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی مذہب ہر پہلو سے مکمل کہلائے جانے کا مستحق ہے تو وہ دین الفطرۃ (اسلام) ہے۔ مسز ممدوحہ ایک ہندو نژاد خاتون ہیں۔ انہوں نے برہمنوں کے گھر میں جنم لیا ہے مگر جس طرح اور بے شمار غیر مسلموں نے اپنے علم و یقین سے حقانیت اسلام کا کھلم کھلا اعتراف کیا ہے اسی طرح مسز نائیڈو نے بھی اس مسلمہ حقیقت کے سامنے گردن طاعت خم کرنے کے سوا چارہ نہیں دیکھا۔ اس موضوع پر وہ بہت سی تقریریں کر چکی ہیں اور یہ تمام تقریریں اس امر پر شاہد عادل ہیں کہ اس نیک نہاد برہمن خاتون کے دل پر اسلام نے ایسا گہرا نقش پیدا کیا ہے جو مخالفانہ آب و ہوا کے باوجود محو نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی یہ بلبل شیدا اپنی خوش نوائی اکثر اسلام کی خوبیاں بیان کرنے میں صرف کرتی رہی ہے۔ اور کچھ عرصہ ہوا جب ان کو لکھنؤ میں غیر مسلم طلبہ کے ایک چیدہ مجمع کے روبرو اپنا یہ فرض انسانی ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ پکار اٹھی کہ میں اسوقت اپنے سامنے غیر مسلموں کو دیکھتی ہوں اور مسلمانوں کے جلسوں میں غیر مسلموں کو دیکھکر مجھکو ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں۔ پارسیوں اور برادران بودھ کے دلوں میں دنیا کے اس سب سے کم عمر لیکن سب سے زیادہ عظیم الشان مذہب کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند غلط فہمیوں نے جگہ پائی ہے۔ اس مذہب (اسلام) کو دنیا کے تمام مذہبوں پر تفوق حاصل دینے اور اس کو سب سے کم عمر بتانے کے وقت خود اپنے مذہب یا عیسائیت یا بودھ مذہب وغیرہ کی توہین مقصود نہیں ہے بلکہ میں اس وجہ سے تمام مذاہب سے اس کو افضل سمجھتی ہوں کہ اس نے دنیا کے سامنے حقیقی جمہوریت کا عطیہ پیش کیا۔ اس لئے کہ موجودہ تہذیب کا میلان اور تمام دنیا کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دنیا کو اس اخوت کے اصول پر تعمیر کیا جائے جس کی تلقین آج سے تیرہ سو برس قبل (عرب کے) ریگستان میں ایک شتربان کرتا تھا۔

صدیاں گذریں کہ ہمارے آبا و اجداد دنیا میں اپنا فلسفہ پھیلا رہے تھے۔ لیکن عرب اس وقت بھی غیر مہذب تھا اور جس وقت گوتم بدھ سری ناتھ گیا سے عالمگیر محبت کا پیغام دے رہا تھا۔ لوگوں کو یہ بھی علم نہ تھا کہ لفظ جمہوریت کے معنی کیا ہیں۔ اور جس وقت مخالفین حضرت عیسیٰؑ نے آپ کو صلیب پر چڑھایا۔ اس وقت تک اصول اخوت کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ ہر چہار طرف سے آپ کو کچلنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

یہ ضروری تھا کہ عرب کا ایک شتربان تمام دنیا کے سامنے اخوت کی ایک آخری اور مکمل ترین تعریف پیش کرے اور بتائے کہ ایک ایسی جمہوریت جس میں تمام نوع انسانی برابر ہو۔ ادنیٰ و اعلیٰ کی تخصیص نہ ہو۔ کیا ہے یہ شتربان کون تھا؟ اور کیوں یہ شتربان جو صحرا میں اپنے جانوروں کی نگہداشت کیا کرتا تھا۔ دنیا کو نوید امید دینے کے قابل ہو سکا؟ اس لئے کہ دنیا دوسرے عظیم الشان مذہبوں کی خرابیوں سے معمور تھی۔ دوسرے عظیم الشان مذاہب کو ان مظالم اور زیادتیوں سے نجات دلانا تھا جو اس مذہب کے لئے ذلت آمیز تھیں۔ پھر خدائے بزرگ و برتر نے جو پراسرار طریقوں سے اپنے بندوں کو گذشتہ زمانہ کی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرتا ہے۔ ریگستان کے اس سیدھے سادھے انسان کے دل میں یہ حقیقت منکشف کی کہ خدا صرف ایک ہے اور بزرگی اسی کیلئے ہے یہ انکشاف اور یقین کہ اس کے پیدا کردہ تمام مخلوق کبھی نہ ٹوٹنے والے رشتہ سے برادری ایک اور زنجیر میں بندھی ہے

اسلام کا حقیقی پیغام یہی ہے اگر آج ہم جدید دنیا کے متعلق کسی امریکن صاحب قلم کا کوئی خطاب پیش کریں گے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ دُنیا نے جو پیغام فراموش کر دیا تھا دوبارہ اس کی یاد دلائی گئی۔ یعنی یہ کہ جس وقت تک دُنیا میں ایک دل بھی ایسا ہے جس کو کسی مطمح نظر کی ضرورت ہے اور جس وقت تک بھی انسان موجود ہے جو صحیح طریقہ پر اخوت کے نصب العین کے آخری نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے اس وقت تک برابر اسلام کی برتری قائم رہے گی اور علم اسلام لہراتا رہے گا۔

اس اظہار حقیقت کے بعد جس کو کوئی غیر مسلم بے اعتنائی کے ساتھ نہیں ٹھکرا سکتا۔ مسنر ممدوحہ نے خود مسلمانوں کو اپنا مخاطب بنایا اور فرمایا۔ برادران اسلام! میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی عظیم ذمہ داری کو محسوس کرو تم ایک ورثہ عظیم کے وارث ہو۔ اے مسلمانو! تم اپنے پیغمبر (علیہ السلام) کا علم بلند رکھنے کے لئے کیا کر رہے ہو۔ وہ اخوت قائم کرنے کیلئے آئے تھے۔ لیکن تم جہاں رہتے ہو وہاں دوسری اقوام سے علیحدہ محبت کا سبق دینے آئے تھے لیکن تم نے جو اپنی حالت کر لی ہے وہ تمہارے نبی (صلعم) کی تلقین کی تردید کرتی ہے۔ یہ اس کے لئے ایک خطرہ ہے اور اس کی تذلیل ہے تم یورپ کے شہروں میں مشعل عالم لے کر گئے لیکن آج تمہاری قوم جہالت کی تاریکی میں پڑی ہے۔ کیا اسی لئے مقدس نبی پیدا ہوئے تھے؟ اس لئے کہ تم جو نئی دنیائے اسلام کو حیات ثانی بخشو گے یہ چاہیئے کہ اس مطمح نظر کو مضبوط پکڑلو جس کا سبق تمہارے مقدس نبیؐ نے دیا ہے۔ اس وقت تمہارا یہی فرض ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمان اپنے ملک کو محدود نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ اس کو کہنا چاہیئے کہ "صرف یہ میرا مکان ہے۔ کسی ہندو یا سنہالی کے لئے یہ کہنا ٹھیک ہوگا۔ لیکن مسلمان کے لئے کبھی نہیں۔ تمہارا منصب، تمہارا فرض عالمگیر حیات ثانی کی جدوجہد میں رہبری کرنا ہے۔ تمہاری خواتین کو چاہیئے کہ وہ دنیا سے کہیں کہ "دیکھو ہم نے اپنے مقدس نبیؐ کے زمانہ میں خواتین عالم کو وہ رتبہ دیا۔ جس کی وجہ سے ان کا شمار اب جانوروں میں نہیں ہوتا بلکہ" میں وہ ہوں جو تمہاری برابر کی شریک ہے۔ میں اس بی بی کی قوم سے ہوں جس کے جہیز کا کل سامان ایک چرخہ اور ایک چکی تھی"۔ تم کو چاہیئے کہ سادگی، فیاضی، ایثار اور مذہبیت کا سبق دوسروں کو دو، اور سب سے بڑھ کر امن کا۔ مسنر ممدوحہ نے آخر میں نہایت سوز و گداز کے ساتھ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے میرے مسلمان بھائیو! اس وقت تم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مکہ معظمہ کی طرف رخ کر کے کہو" کہ تو ہر حالت میں ہر وقت میں رحیم و کریم ہے۔ ہم بھی تیرے ثنا خواں ہیں۔ اے مالک بحر و بر! تو ہی وہ نایاب شے ہے۔ جس کے ہم متلاشی ہیں۔ تو ہی ہمارے امن کا حامل ہے سورج کی کرن میں تیرا ہی پرتو ہے۔ تو ہی ہمارا رہبر ہے تو ہی ہماری کمزوری کو طاقت سے اور ہماری غلامی کو فتح سے تبدیل کرتا ہے"

حامیان طب جدید کا اجتماع عظیم

یعنی آل انڈیا انجمن خادم الحکمت لاہور جو عرصہ ۲۴ سال سے نہایت خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ بسرپرستی ابوالشفا حضرت علامہ حکیم احمد الدین صاحب استاذ الاطباء، موجد طب جدید و پرنسپل طبیہ کالج شاہدرہ اپنے جدید طبی اصول فن کے لحاظ سے نہایت ہی ٹھوس اور صحیح علمی و فنی خدمات انجام دے رہی ہے اور جس کی طبی تصنیفات اور تحقیقات نے طبی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ اس کا نہایت ہی عظیم الشان سالانہ جلسہ موسم بہار میں بمقام شاہدرہ لاہور میں بتاریخ ۱۹-۲۰-۲۱ اپریل ۳۵ء بہت بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے منعقد ہونا قرار پایا ہے انجمن موصوف کا یہ سالانہ جلسہ اپنے تمام سابقہ اجلاس کے مقابلہ میں نہایت ہی شاندار اور بارونق ہوگا۔ کیونکہ اس دفعہ بڑی بڑی نامور اور مقتدر ہستیوں نے اس طبی اجتماع میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا ہے

تاج الدین احمد تاج جنرل سکرٹری آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

ضرور ملاحظہ کیجئے

نور کی نئی چٹیں لکھی جا رہی ہیں اگر کسی دوست کا پتہ قابل اصلاح ہو تو اس کے متعلق جلد اطلاع دیں تاکہ جدید چٹوں میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ مینیجر نور قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۲۸۸

منکہ مستری خیرالدین ولد مستری محمد بخش عمر ۶۴ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۴ء ساکن قادر آباد ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج مؤرخہ ۱/۲۵ ۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ دو کنال ۴ مرلہ آراضی واقعہ محلہ دارالفضل قادیان جو کہ مبلغ چھ صد ساٹھ روپے سے خرید کی ہوئی ہے۔ انتقال میرے نام ہو چکا ہے۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ کی آراضی رہن میرے قبضہ میں ہے یہ بھی قادیان کے اندر کی زمین ہے۔ یہ کل روپیہ یا زمین مملوکہ مقبوضہ ہے۔ اس کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں اس کے علاوہ میں پیشہ دار ہوں۔ نجاری کا کام کرتا ہوں اس میں سے بھی جو ماہوار آمد ہوگی جس کا اسوقت میں اوسط اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد بھی ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم وصیت کردہ جائداد سے منہا کردی جائیگی۔

العبد مستری خیرالدین ولد محمد بخش قوم ترکھان ساکن قادیان دارالامان۔ قادر آباد۔ **گواہ شد** جلال الدین ولد کالو سکنہ قادر آباد نشان انگوٹھا۔ **گواہ شد** فقیر محمد مستری سکنہ قادر آباد بقلم خود۔ **گواہ شد** مستر فخرالدین ولد مستری چراغ الدین قادر آباد بقلم خود۔ **گواہ شد** مہرالدین احمدی مہاجر ہزاروی حال مقیم نواں پنڈ قادر آباد بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۲۹۳

منکہ کلثوم بیگم زوجہ محمد شریف صاحب قوم شیخ عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لدھیانہ ملازم گرلز سکول دہلی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۱۳ ۱/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیور قیمتی تقریباً ڈھائی سو روپیہ، مہر ایک ہزار روپیہ کل ۱۲۵۰/- روپیہ میری اسوقت جائداد ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت چالیس روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

العبد کلثوم بیگم بقلم خود۔ **گواہ شد** محمد شریف بقلم خود شوہر موصیہ۔ **گواہ شد** غلام حسین سکرٹری وصایا دہلی۔

وصیت نمبر ۴۲۸۶

مسماۃ ممتاز بیگم زوجہ چوہدری نور محمد صاحب قوم راعی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن بنگہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۹/۳۲ ۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت زیور قیمتی مبلغ ۸۵/- روپیہ ہے۔ اور مہر مبلغ ۳۲/- روپیہ جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میری ماہوار آمدن مبلغ ۳/- روپیہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ تازیست ماہوار جمع کراتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ **العبد** ممتاز بیگم بقلم خود **گواہ شد** محمد علی نائب مدرس ہڑوعہ ضلع ہوشیارپور **گواہ شد** نور محمد بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ہڑوعہ ضلع ہوشیارپور بقلم خود

ضرورت ہے

ہمیں چند تجربہ کار، دیانتدار اور محنتی ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

مزید حالات بذریعہ خط وکتابت دریافت ہو سکتے ہیں۔

المشتہر: منیجر اخبار مسلمان بھوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ

قابل مطالعہ کتابیں

روح القرآن قرآن پاک کی تلاوت کا لطف حاصل کرنے کے لئے یہ نہایت مفید کتاب ہے مضمون نگاروں اور لیکچراروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے پہلے حصہ میں مضامین کی فہرست موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ دوسرے میں مشکل الفاظ کے معانی۔ تیسرے میں سورتوں کے عملیات۔ مضمونوں کے خلاصے اور شان نزول دئے گئے ہیں۔ پارہ۔ رکوع اور آیت کی ترتیب کا ہر حصہ میں خاص خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔

روحوں کے کرشمے روحوں کے سچے واقعات درج ہیں جو اسقدر دلچسپ ہیں کہ بغیر ختم کئے کتاب ہاتھ سے نہیں رکھی جاتی۔ مرنے والوں کی دنیا ہمارے آس پاس ہی ہے ذرا اس پر نظر ڈالئے۔ قیمت ۱۲؍

سنگار زنانہ بیویوں کیلئے بہترین تحفہ ہے جو مسرت بخش شادی کی زندگی کا ضامن ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ بیویاں کس طرح خوبصورت رہ کے شوہروں کو راہ راست پر قائم رکھ سکتی ہیں۔ قیمت دو روپیہ۔

ماں بچہ کی نگہداشت زچاؤں اور بچوں کی صحت کا بہترین مشیر ہے ایک درد رسیدہ دل نے دوسروں کو ان غموں سے بچانے کی کوشش کی ہے جنہوں نے ہماری خانگی زندگی اجیرن کر رکھی ہے تیسرا ایڈیشن۔ قیمت چھ آنے۔

رفیق زمیندار تعلیمی کتاب ہے۔ اصلاح دیہات پر بہترین کتاب ہے شہر والے بھی اس سے اتنا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں تعلیم حفظان صحت، زراعت، مویشیوں کی پرورش، سرمایہ اندوزی وغیرہ کے مختلف حصے ہیں۔ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱۰؍۸ (ایک روپیہ آٹھ آنے)

یہ کتابیں مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی کی تصنیف و تالیف ہے۔ ان کی زبان اور لکھائی چھپائی قابل تعریف ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

(ملنے کا پتہ) مولوی محمد قمر پبلشر سلسلہ سرمایۂ اطفال گرگاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے۔

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے (صہ/) محصول ڈاک علاوہ

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس، آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ/)
محصول ڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تا کہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے منعصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنہ/) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جس کی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ اکسیر اکبر ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی بخار۔ ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ/) محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایرایرآبز رویٹری آگرہ سے تحریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں کہ " میں نے " تریاق اعظم " نامی دوا آپ سے منگوائی ہے ۔ میں اس کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی ۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے ۔ اگر اُسے " زندگی کا رہبر " کہا جائے تو بجا ہے ۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں "

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے ۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے ۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے ۔ قیمت صرف تین روپے ۔ محصولڈاک علاوہ ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں ۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے ، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے ۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ۔ صرف ایک روپیہ ۔ محصول ڈاک علاوہ ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے ۔ مفرح دل اور مقوی دماغ ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد ، دل ہر وقت دھڑکتا ، سر چکراتا ۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا ۔ اُٹھتے وقت تارے دکھائی دیتے ، بے چینی ۔ گھبراہٹ ۔ سُستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو ، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو ۔ جسم میں سخت کمزوری ہو اس کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا ۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے ۔ قیمت پانچ روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ ، بدہضمی ، کمی بھوک ، درد شکم ، اپھارہ ۔ باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا ۔ کھٹی ڈکاریں ۔ جی کا متلانا ۔ قے ۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا ۔ سر چکرانا ۔ کرم شکم ۔ اسہال ۔ ریاح ۔ کھانسی ۔ دمہ کیلئے تیر بہدف ہے ۔ دودھ ، گھی ، مکھن ، بالائی ، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ دماغ ۔ حافظہ ۔ ذہن کو تقویت دینے ۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے ۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ ! اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے ۔ ایکدن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے ۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو ، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے ۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں ۔ اس کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے ۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپے ۔ محصولڈاک علاوہ ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے ۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے ۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے ، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی ۔ قیمت یکصد گولی دو روپے ۔ محصول ڈاک علاوہ ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں ۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے ۔ سر میں درد ، چہرہ زرد ، طبیعت سرد ، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے ۔ دل اکتایا ہوا ۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے ۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی ۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے ۔ محصولڈاک علاوہ ۔

بیس۲۰ سالہ احتلام ، جریان ، اور سُستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاکخانہ دلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ " جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس۲۰ سال کے امراض احتلام جریان ، سُستی وغیرہ سب جاتی رہی ۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے "

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے ۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان ۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے ، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے ۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ۱) محصول ڈاک علاوہ ۔

ملنے کا پتہ : منیجر نور اینڈ سنز ، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا کی چند دیگر ادویات جو کہ ہزارہا انسانوں کو نفع پہنچا چکی ہیں

۳۱ مارچ تک کسی بھی ڈاکخانہ میں خط ڈالنے سے نصف قیمت پر ملینگی!

اکسیر ۱ } کمزوری وضعف کی بے نظیر دوائی ہے۔ تمام مردانہ طاقتیں بحال ہو جاتی ہیں بوڑھے کو جوان بناتی ہے قیمت ۴۰ گولی چار روپے

اکسیر الف ۳ } یہ دوائی جریان کو واسطے ہے خواہ کسی وجہ سے ہو۔ بد خوابی کو بھی نافع ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۸ر

اکسیر ۴ } یہ دوائی احتلام کے واسطے ہے غیر شادی شدہ طالب علموں کی حفاظت کرتی ہے قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ چار آنے (۴ر) +

طلاء ۲ } جنہوں نے اپنے پاؤں آپ کلہاڑا مارا ہے ان کے واسطے یہ عام طلاء ہے قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ چار آنے (۴ر) +

سوما دتی } عورتوں کے سفید پانی۔ جریان کو ریا۔ سیلان رطوبت کی اکسیر دوائی ہے قیمت دو روپے (عـہ) نمونہ بارہ آنے (۱۲ر) +

بال سکھ } بچوں کی امراض۔ بدہضمی قبض۔ دست۔ کھانسی بخار وغیرہ کے واسطے بے نظیر دوائی ہے قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ چار آنے (۴ر) +

سار سا رشٹ مرکب } پرانا آتشک جب خون خراب کر دے۔ یہ دوائی خون صاف کر کے جسم کو کندن کی طرح کر دیتی ہے قیمت دو روپے۔ نمونہ چھ آنے (۶ر) +

سوزش شافہ } سوزاک کی بے نظیر دوائی جلن۔ سوزش وغیرہ دل ہی دس سے تو دن چند دنوں میں بالکل آرام آتا ہے قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر +

دوائی بواسیر ۳ } خونی و بادی ہر قسم کی بواسیر کے واسطے بے نظیر ہے سالوں کی بیماری دنوں میں دور۔ قیمت دو روپے۔ نمونہ ۴ر

دوائی طحال ۲ } ناپ تلی کے واسطے بے نظیر دوائی ہے۔ ہاضمہ کو تیز کرتی ہے قیمت دو روپے۔ نمونہ چار آنے

کرکول } ہاضمہ کی بے نظیر دوائی ہے بھوک بڑھاتی اور معدہ و آنتوں کی تمام تکالیف کو دور کرتی ہے قیمت ۶۰ گولی دو روپے۔ ۳۰ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر

دت ورچن } جلاب کے واسطے بے نظیر ہے۔ جیسے جلاب لینے ہوں اس سے اچھی طرح ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔ نصف ۸ر

آرام جان } جن کو قبض دائمی رہتی ہے وہ ان کو کھایا کریں۔ آہستہ آہستہ بیماری دور ہو جائے گی قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ ۱۶ گولی ۸ر

گندھارس (رجسٹرڈ) } سخت سے سخت اور پرانے سے پرانے سالہا سال سنگرہنی وغیرہ چند یوم میں کافور۔ اکثر ایک ہی خوراک سے درد پیچس وغیرہ کو آرام آتا ہے۔ ہیضہ کے دست روکنے کو بھی نافع ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔

عرق بخار (رجسٹرڈ) } موسمی بخار۔ بلیریا ہر قسم۔ روزانہ چوتھیہ۔ تیرا۔ وغیرہ کو اس ایک شیشی کے تین دن کھانے سے قطعی دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی خوراک تین یوم صرف آٹھ آنے۔

درد شکن (رجسٹرڈ) } اس دوائی کی ایک ہی پوڑیہ کھانے سے پانچ منٹ کے اندر چاہیے کسی قسم کا درد ہو اور آنکھ۔ دانت۔ ناک۔ کان۔ کمر۔ جوڑ وغیرہ کسی جگہ درد ہو جاتا رہتا ہے قیمت صرف ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر

بلا دور } ان گولیوں سے افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے سینکڑوں چھوڑ چکے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔

آنکھ روشن } آنکھوں کی تمام امراض۔ دھند۔ جالا پانی۔ خارش وغیرہ کو اکسیر ہے قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ نمونہ ۲ ۱/ ۴ر

چت موہنی (رجسٹرڈ) } چہرے کے بدنما داغ۔ کیل۔ چھائیاں وغیرہ دور ہو کر چہرہ صاف ہوتا ہے۔ اور جھریاں نہیں پڑتیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر۔

دل سندری (رجسٹرڈ) } یہ تیل ہے جو چہرہ کو چمکاتا ہے اور کیل وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ چہرہ بالکل صاف ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ نمونہ صرف ۸ر

بال اڑانے کی بے نظیر دوائی } اس دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی ڈبیہ ۸ر

منجن نمبر ۱ } مسوڑھوں کی امراض مثل خون جانا۔ پانی لگنا درد دنداں بدبوئے دہن کو نافع ہے۔ قیمت صرف ۴ر

باغ پھول تیل (رجسٹرڈ) } بالوں پر تمام تیلوں کا سرتاج ہے۔ بالوں کا نرم و ملائم کرتا ہے سیاہی کو قائم رکھتی ہے۔ بڑھاتا ہے۔ صرف خوشبو ہی نہیں مفید بھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ر

خط و کتابت و تار کے لیے اتنا پتہ کافی ہے۔ **امرت دھارا۔ لاہور**

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah